رسولؐ شاہد و مشہود

(۶)

(از جناب قاری بشیرالدین صاحب پنڈت۔ ایم۔ اے)

مہابھاشیہ پاتنجلی کی رو سے وید بلحاظ تقسیم چار ہیں اور تعداد کے لحاظ سے ۱۱۳۱ جن میں سے اس وقت صرف دس گیارہ دستیاب ہیں۔ رگوید، یجروید اور سام وید کو "تریئہ ودیا" (علوم ثلاثہ) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اتھروید کو "برہم وید" (علم الٰہی) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس میں رگوید کی طرح رچائیں (محامد) سام وید جیسا موزوں کلام اور یجروید کی مانند عبادات کا ذکر ہے گویا کل اقسام کے وید منتروں کا یہ ایک وید مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ مہلک امراض سے شفا، مضائب اور جنگ میں فتح و نصرت کے نسخے، بہشت (سورگ) اور دوزخ (نرک) کے تفصیلی بیانات پر مشتمل منتر بھی موجود ہیں۔ ان چاروں ویدوں کے زمانۂ نزول یا تدوین میں سخت اختلاف ہے:۔

سوامی دیانند جی ایک ارب ۳۱ کروڑ برس بتاتے ہیں تو مہاتما تلک جی صرف ۴ ہزار سال (ARYAE HOME IN THE VEDAS) زمانہ تالیف کے علاوہ ان کے رشیوں، جائے نزول اور تعداد کے متعلق بھی بیسیوں رائیں ہیں (تفصیل کے لیے دیکھو 1- HINDU CIVILIZATION BY RADHA KUMUD MUKERJI

2- POLITICAL HISTORY OF ANCIENT INDIA BY HEM CHANDDA RAYA CHAUDHRY

بابل اور مصر کے مدفون آثار قدیمہ کے متعلق جو تحقیقات کی گئی ہے اس سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ بائبل کا ماخذ الواح بابل ہیں اور ڈاکٹر پران ناتھ پروفیسر ہندو یونیورسٹی بنارس نے تائید

انڈیا کے جولائی واگست ۱۹۳۵ء کے شمارہ میں وید، بابل اور مصر کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے انھوں نے بتایا کہ رگوید میں بابل اور مصر کے بادشاہوں اور جنگوں کا ذکر ہے اور رگوید کا ⅕ حصہ بابل کے صحائف سے نقل کیا گیا ہے۔ ان تمام دلائل وشواہد کے باوجود یہ کہنا مشکل بلکہ غلط ہے کہ اتھروید صحیفۂ براہیم کی ہوبہو نقل ہے۔ اسی اتھروید کے بیسویں باب میں کچھ "سوکت"، "کنتاپ سوکت" کہلاتے ہیں ان کو بڑے بڑے طویل یگیوں اور قربانیوں کے موقع پر، اپجاری بڑے اہتمام سے پڑھا کرتے تھے اور ان منتروں کو ہر سال دوہرایا جاتا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندو بھائیوں کو ان کے یاد رکھنے کی تاکید کی گئی تھی (ایتریہ برہمن ۶: ۳۲)۔ یہ تاکید کیوں تھی؟ اس کا راز سمجھنے کے لیے انبیاء کرام کے اس "عہد میثاق"، کی اس آیتِ شریفہ کو پیش نظر رکھیے جس میں ان سے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کا وعدہ کرایا گیا تھا۔ جس کو ہر نبی نے پورا کیا۔

عزیز دوستو! کنتاپ کے دو معنی ہیں (۱) گناہوں اور دُکھوں کو دور کرنے والا (۲) دوسرے معنی ہیں پیٹ کی پوشیدہ گلٹیاں یعنی راز۔ یہ راز دراصل سرزمینِ مکّہ سے متعلق ہے اس لیے کہ الہامی کتب کی رُو سے سرزمینِ مکّہ کو امّ القریٰ یا نافِ زمین بتایا گیا ہے کیوں کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں خدائے واحد کی پرستش کا پہلا گھر تعمیر ہوا اور بنی نوعِ انسان کے لیے رُوحانی غذا کا مرکز قرار پائی۔ قرآن پاک مؤیّد ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳: ۹۵) اس طرح قرآن شریف میں مکّہ کے دو نام ہیں (۱) مکّہ بمعنی بطن یا پیٹ۔ (۲) اور بکّہ بمعنی پستان۔ جس طرح بچّہ کی پرورش دو جگہ سے ہوتی ہے رحمِ مادر میں پیٹ سے غذا ملتی ہے اور پیدائش کے بعد ماں کے پستان سے دودھ کی شکل میں اسی طرح نسلِ انسانی کی پرورش کنتاپ (پیٹ کی گلٹیوں یعنی بکّہ) سے شروع ہوئی اور جب انسان کا فرزند مکمل ہو گیا اور پیٹ سے نکل کر وسیع دُنیا میں آگیا تو یہی پیٹ کی گلٹیاں چھاتی میں جا کر دودھ بن گئیں۔ اس طرح انسان کی پرورش کا سامان مکّہ یا ماں کی چھاتیوں میں ہے۔

اتھروید کا یہ کنتاپ سوکت ایک وقت تک لوگوں کے لیے ایک معمّہ یا پہیلی بنا رہا۔

پنڈت راجارام صاحب پروفیسر ڈی۔اے۔وی کالج لاہور، پنڈت کھیم کرن الہ آبادی، ڈاکٹر این۔دتّ، مورس بلوم فیلڈ، پروفیسر گرفتھ، پروفیسر میکسملر، ڈاکٹر واہنی وغیرہ نے سمجھنے کی کوشش کی ہے لیکن تقابلی مطالعۂ ادیان کو نظر انداز کرتے ہوئے یک طرفہ۔ اس لیے حل نہیں کرسکے ورنہ بعثتِ رسول اکرمؐ کے بعد یہ کنتاپ معمہ یا پہیلی نہیں ہے بلکہ یہ خفیہ گلٹیاں نسلِ انسانی کی پرورش اور ربوبیت کے لیے شیریں دودھ بن چکی ہیں مگر اس شخص کے لیے جو اپنی حقیقی ماں کو پہچانتا اور اس کی چھاتیوں کی طرف دوڑتا ہے۔ قرآنِ پاک کی روشنی میں۔ کنتاپ سوکت کے کے منتروں کے معنی صاف صاف دکھائی دیتے ہیں۔ اتھروویدکانڈ ۲۰، سوکت ۱۲۷ کے چودہ منتر چار الگ الگ مضامین پر مشتمل ہیں:۔

۱۔ नराशंस نَراشَنسَ یعنی بہت تعریف کیا گیا۔ بالفاظ دیگر لفظ محمدؐ کا مترادف

۲۔ : रेभ ریبھ یعنی حمد گانیوالا (احمدؐ)

۳۔ : परिक्षित پریکشت یعنی سب طرف شہرت والا۔

۴۔ : कारुम کاروم یعنی حمد گانیوالا (احمدؐ)

اس طرح یہ چاروں ایک ہی محترم شخصیت کے صفاتی نام ہیں۔ اب آپ انھیں توجہ کے ساتھ سماعت فرمائیں:۔

(۱) نراشنس (محمدؐ)،

इदं जना उपश्रुत नराशंस स्तविष्यते
षष्टिं सहस्रा नवतिं च कौरम आ रुशमेषु दद्महे ॥१॥

ترجمہ از مورس بلوم فیلڈ:۔ "LISTEN, YE FOLKS, TO THIS (SONG)

IN PRAISE OF A HERO SHALL BE SUNG! SIXTY THOUSAND

AND NINETY (COWS) DID WE GET, (WHEN WE WERE)

WITH KAURAMA AMONG THE RUSHAMAS"

ترجمہ از پروفیسر گرفتھ :- "LISTN TOTHIS, YE MEN, ALAUD OF GLORIORIOUS BOUNTY SHALL BE SUNG THOUSANDS SIXTY AND NINTY WE, O KAURAMI AMONG THE RUSHMAS, HAVE RECEIVED."

ترجمہ از پروفیسر پنڈت راجہ رام

"یہ سنو اے لوگو! ایک قابلِ تعریف تعریف کیا جائیگا۔ اے گورم ہم نے روشموں کے بیچ میں ساٹھ ہزار اور نوّے لئے ہیں" (بحوالہ میثاق النبیین ص۵)

- ترجمہ از پنڈت کھیم کرن الہ آبادی :-

"اے لوگو! یہ احترام سے سنو۔ لوگوں میں تعریف والا انسان تعریف کیا جائے گا۔ اے زمین پر خوش خرامی کرنے والے بادشاہ ساٹھ ہزار اور نوّے دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والے بہادروں میں ہم پاتے ہیں۔"

حضرات! آپ کے سامنے چار ترجمے پیش کیے گیے ان تمام ترجموں میں یہ باتیں مبہم ہیں :-

(ا) کس کی تعریف کی جائے گی؟ (ب) ساٹھ ہزار اور نوّے کیا چیز ہیں؟

(ج) اس بات کو لوگ ادب سے کیوں سنیں؟ (د) روشم اور کورم سے کیا مراد ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان کی تاریخ ان امور پر کوئی روشنی نہیں ڈالتی۔ البتہ عرب کی تاریخ کی روشنی میں ان امور کا جواب کھلا ہوا اور واضح ہے یعنی "اے لوگو یہ (بشارت) احترام سے سنو! نراشنسہ (یعنی محمدؐ) تعریف کیا جائے گا اور ساٹھ ہزار اور نوّے دشمنوں میں اس کورم (مہاجر یا داعی امن) کو ہم لیتے ہیں یعنی محافظ ہیں۔"

لفظی ترجمہ :-

اِدَم : یہ	اُپ شرت ۔ احترام سے سنو
جناہ : اے لوگو	نراشنسہ ۔ محمدؐ

استوشیتے ۔ تعریف کیا جائیگا　　　کورم ۔ مہاجر اور داعی امن
ششٹم نہتر ۔ ساٹھ ہزار　　　رشمیشو ۔ دشمنوں میں
نَوَیتم ۔ نوّے　　　اَدَدِمہے ۔ ہم لیتے ہیں / بچاتے ہیں
چہ ۔ اور

نوٹ :۔ اوّل الذکر تینوں ترجموں میں روشم اور کورم کو "اسم عَلَم" مانا گیا ہے ۔ پروفیسر گریفتھ نے سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں کورم (قرم) بمعنی سردار اور روشم کو شمالی عرب کے باشندے مانا ہے ۔ بیشک بنو قریم عربی میں بمعنی سردار اور قبیلہ کا نام بھی ہے ۔ لیکن منتر کا ترجمہ شق (ب) اور جیم کو مبہم بنا دیتا ہے ۔ اس لیے ترجمہ کے لیے عربی تاریخ کی روشنی میں کورم بمعنی مہاجر یا داعی امن اور روشم کو بمعنی دشمن سمجھا جائے تو ساٹھ ہزار نوّے کی تعداد کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیونکہ آنحضورؐ کی بعثت کے وقت مکہ معظمہ کی اتنی ہی آبادی تھی ۔ (ملاحظہ ہو تاریخ مثل الکامل ابن اثیر ص۵)

فائدہ :۔ لفظ نراشنس یعنی جسکی تعریف خدا و خلق دونوں کریں بعینہٖ اسم محمدؐ کا ترجمہ ہے ۔

नरेषु प्राशाम् सः यस्य सः मनुष्येषु प्रशंसनीयः ॥

گویا کہ وہ خدا و خلق دونوں کی حمد کا مصداق ہے کلام پاک اس کا مؤید ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

منتر کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ ایک نہایت اہم پیشنگوئی ہے ۔ اس کو نہایت ادب احترام سے سنو ، معمہ یا پہیلی سمجھ کر ٹال نہ دو ۔ وہ کثرت سے تعریف کیا گیا ہے اور کیا جائیگا ۔ تمام انبیاء نے آپ کی تعریف کی ۔ بشارتیں سنائیں ۔ پہچان بتائی اور دنیا کی تمام مسجدوں کے محراب و منبر اور مناروں سے آپ کی بڑائی کے گیت گائے گئے ۔ گائے جا رہے ہیں اور گائے جائیں گے ۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں "قرآن" کے عنوان سے اقرار کیا گیا :۔

THE MOST SUCCESSFUL OF ALL THE PROPHETS AND RELIGIONS PERSONALITIES

یعنی محمدؐ دنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین انسان ہے"

(۳) وید منتر میں جائے بعثت اور لفظ محمدؐ کی تعریف کے بعد تیسری نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ ہجرت کریں گے یا داعی امن ہوں گے۔ تاریخ کی کسوٹی پر ان نشانیوں کو پرکھئے اور انصاف سے بتلایئے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ وہ کونسی بزرگ ہستی ہے جو ان کا مصداق ہو۔

(۴) اسی طرح چوتھی نشانی حمد کے مستحق شہزادہ امن کے لیے یہ ہے کہ دشمنوں کی کثرت میں اس کی حفاظت کی جائے گی یعنی دشمنوں کی کثرت پر خدا کی معیت و رفاقت اسے ہمیشہ غالب رکھے گی۔ وہ دشمنوں میں تن تنہا ہوگا۔ لیکن اُسے کوئی مار نہیں سکے گا۔ گھمسان کی لڑائیوں میں وہ صف اوّل میں ہوگا۔ اور ہر خوفناک موقع پر وہ موجود ہوگا لیکن اس کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔ اس طرح کی واضح نشانیاں دوسرے منتر میں ملاحظ فرمائیں۔ منتر ہے۔

एष ऋषये मामहे शतं निष्कान दश स्रजः ।
त्रीणि शतान्यर्वतां सहस्रा दश गोनाम ॥३॥

موریس بلوم فیلڈ کا ترجمہ:- "THIS ONE PRESENTED THE SEER WITH A HUNDRED JEWELS TEN CHAPLETS, THREE HUNDRED STEEDS AND TEN THOUSAND CATTLES."

پروفیسر گرفتھ کا ترجمہ:- "A HUNDRED CHAINS OF GOLD, TEN WREATHS, UPON THE RISHI HE BESTOWED. AND THRICE-A-HUNDRED METTLED STEEDS, TEN TIMES-A-HUNDRED COWS HE GAVE."

پنڈت کھیم کرن صاحب کا ترجمہ:- "اس نے اس ہوشیار آدمی کو سو دینارین دیں اور دس تسبیحیں، تین سو گھوڑے، دس ہزار گائیں دیں"

پنڈت راجارام صاحب کا ترجمہ :- اس نے مامح رشی کو سو دینار، دس مالائیں، تین سو گھوڑے، اور دس ہزار گائیں دیں "

مذکورۂ بالا تراجم میں ایک ایسے رشی کا ذکر ہے جس کا نام " مامح " ہے اور اس کو ایشور نے سو طلائی دینار، دس ہار، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ "مامح" نام کا کوئی رشی ہندوستان میں نہیں ہوا ورنہ دنیا میں اس نام کا کوئی پیغمبر گذرا، البتہ لفظی تحقیق کی بنا پر اس لفظ کا اصل " مح "، ہے بمعنی عزت دیا گیا، تعریف کیا گیا یا بزرگی دینا، خوش ہونا یا نہایت اعلیٰ ہونا (بحوالہ سنسکرت انگریزی لغت از مونیر ولیم) ۔ یہ وہی لفظ ہے جو آتما سے مہاتما، رشی سے مہرشی بنا کر عزت و بزرگی کو ظاہر کرتا ہے۔ سنسکرت میں عربی لفظ " محمد "، کا آسان اور قریبی تلفظ " مامح "، ہو سکتا ہے جو معنی کے لحاظ سے " محمد "، کا مترادف ہے۔ اس قسم کے مترادفات کی مثالیں ہر زبان میں تلاش کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً برآمدہ کی جگہ انگریزی میں برانڈہ، جبل الطارق کی جگہ جبرالٹر یا محمود غزنوی کی جگہ ہندی میں ماموگجنوی وغیرہ وغیرہ۔

اتنا سمجھ لینے کے بعد منتر کا صحیح ترجمہ کیجئے :-

منتر کے الفاظ کا ترجمہ :-

ایش - اس خدا نے	ترینی - تین
رشئے - رشی	شتانی - سو
مامحے (مامح) - محمد کو	عروتام - عربی گھوڑے
شتم - سو	سہسر - ہزار
نشکان - طلائی سکے	دش - دس
دش - دس	گونام - گایاں (دیں)
سرجہ - ہار	

صحیح ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہؐ کو سو طلائی دینار۔ دس ہار۔ تین سو عربی گھوڑے

اور دس ہزار گائیں عنایت فرمائیں۔

نشانِ محمدی کا اظہار منتر میں :- (۱) سو طلائی دینار یا سو سابقون الاولون کا عطیہ : یہ سو طلائی دینار وہ صحابہ کرام ہیں جو مکہ معظمہ کی پُر فتن زندگی میں حضورؐ کو ملے جو ہر طرح کی مصیبتوں اور دکھوں میں پڑ کر خالص کندن ثابت ہوئے۔ دشمنوں کے نت نئے ستم سے تنگ آکر ہر محبوب شے سے جدائی گوارا کی لیکن اسلام کو اپنے سینہ سے لگائے رکھا۔ مومنین کے متعلق قرآن شریف میں بتایا گیا ہے " وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً (۳۱ : ۳۵) یعنی کھرا کھوٹا الگ کرنے کے لیے ہم تمہیں دکھ اور سکھ سے آزماتے ہیں۔ اس آیت میں لفظ فتنہ کے معنی ہیں " سونے کو آگ میں ڈالنا تاکہ کھرا کھوٹے سے الگ ہو جائے۔ لہذا حبش کو ہجرت کرنے والے خالص سونے کے سو پلے تھے جو ہر امتحان میں پورے اُترے۔

یجر وید کی تفسیر شت پتھ برہمن کے کانڈ ۱۲، پرپاٹھک ۹، برہمن ۱، اور کنڈ کا ۴ میں لکھا ہے کہ :

" سونا انسان کی روحانی طاقت سے استعارہ ہے "

جو روحانی طاقت دنیا کی تمام مخالفتوں اور آزمائشوں پر غالب آتی ہے۔ وہ " طلائی دینار " کہلاتی ہے۔ پس وہ سو جانباز و جاں نثار صحابہ جو اپنی روحانی طاقت سے دنیا کے ہر عذاب پر غالب آئے اور معیارِ صداقت پر پورے اُترے وہی آنحضورؐ کو سب سے پہلے عطا کئے گئے یعنی مہاجرین حبش جن کی تعداد سو تھی۔

(۲) منتر میں دوسری چیز جو آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی وہ دس منتخب پھولوں کا ہار ہے۔ ان پھولوں کو زندگی ہی میں اوجِ اقبال پر فائز المرام ہونے کی خوشخبری دیدی گئی۔ یہ پھول ہیں جنت کے گلدستے یعنی عشرہ مبشرہ۔ سرج لفظ سہرا اور سردار کے معنوں میں بھی آتا ہے (رگوید منڈل ۱۰، سوکت ۸۴ منتر ۲)

(۳) اصحاب بدر۔ منتر میں تیسرا عطیہ تین سو گھوڑے دیئے جانے کا ہے اور گھوڑے

بھی عربی کیونکہ سنسکرت لفظ "عروہ" عربی اور اشروں (غیر آریوں) کی سواری کے لیے مخصوص ہے۔ عروہ کے معنی از روئے لغت تیز رو کے ہیں (رگ وید ۵، ۴، ۵، ۱۴) ۔ پس تین سو گھوڑوں سے مراد وہ اصحاب رسول ہیں جو جنگ بدر میں آپ کے ساتھ تھے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ سیکڑوں پر جو کسر ہوتی ہے وہ اکثر نظر انداز کر دی جاتی ہے۔

(۴) دس ہزار قدوسیوں کا عطیہ:۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو فتح مکّہ کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ تھے۔ ان کو وید میں "گائیں" کہا گیا ہے۔ گائے کو مختلف معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً

(ا) سنسکرت لفظ گوُ کا مادّہ "گم" ہے بمعنی جنگ کے لیے جانا یا نکلنا چنانچہ گائے کو گوُ اس لیے کہتے تھے کہ آریوں کی جنگ کے اندر دشمن کی گایوں کو جیتنا ہی مقصود ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ بیل کو فتح کی نشانی سمجھا جاتا ہے (گائے اور بیل کے لیے بالعموم ایک ہی لفظ گوُ استعمال ہوتا ہے) (بحوالہ رگوید منڈل ۱۰، سوکت ۲۳، منتر ۶)

(ب) گوُ کے دوسرے معنی ہیں "نہایت تعریف والا، بہت مبارک، دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والا نہایت مضبوط مددگار بیل کی طرح طاقتور (ملاحظہ ہو شت پتھ برہمن کانڈ ۵، پرپاٹھک ۲، برہمن ۴، کنڈکا ۱۳) ۔

(ج) گائے کو رعب وجلال کا مظہر مانا گیا ہے (رگوید منڈل ۵، سوکت ۵۶ منتر ۳)

(د) گائے اتحاد و اتفاق کی علامت ہے (رگوید منڈل ۱۰، سوکت ۱۱۲، منتر ۳)

(ہ) گائے کو انسان سے تشبیہ دی جاتی ہے (شت پتھ برہمن کانڈ ۱۲، پرپاٹھک ۹، برہمن ۱، کنڈکا ۷)

مذکورہ بالا گائے کی یہ تمام متضاد خصوصیات آنحضورؐ کو عطا کردہ قدوسی جماعت میں پائی جاتی ہیں، وہ گائے کی طرح رحم ومحبت کا مجسمہ ہیں۔ بارعب وخوفناک ہیں، باہمی اتحاد و اتفاق کا مجسمہ ہیں۔ یہ متضاد صفات ایک ہی گروہ میں کیوں کر جمع ہو سکتی ہیں۔ اس معمہ کو قرآن پاک نے یوں حل فرمایا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ ...... رِضْوَانًا (سورۂ فتح) یعنی محمد رسول اللہ

ہیں اور جوان کے ساتھ ہیں وہ منکروں کے مقابلہ پر قوی، آپس میں ایک دوسرے سے پیار و محبت کرنے والے ہیں۔ تو انھیں عبادت کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ اپنے رب کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔

صحابۂ کرام کی یہ صفات ویدوں کے علاوہ توریت انجیل اور ژنداوستا وغیرہ میں بھی موجود ہیں لیکن جس ترتیب کے ساتھ اس منتر میں ہیں وہ بے مثال ہیں ساتھ ہی ساتھ جس ترتیب سے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ انعامات عطا فرمائے اسی ترتیب کے ساتھ اس وید منتر میں بطور پیشنگوئی موجود ہیں۔ سب سے پہلے سابقون الاولون ملے پھر عشرۂ مبشرہ کی گنتی پوری ہوئی اس کے بعد جنگ بدر اور دس ہزار نفوس قدسیہ کا ذکر ہے جو فتح مکہ کے وقت آنحضور کے ساتھ تھے۔ یہ ترتیب دنیا کے کسی رسول، پیغمبر، نبی، رشی، منی میں یکجا نہیں دکھائی جا سکتی پھر بھی ان پر ایمان نہ لانا حق و صداقت کو جھٹلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ راہِ ہدایت دکھلائے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عزیز دوستو اور بزرگو! اتھروید کے کنتاپ سوکت ۱۲۷ کے صرف دو منتروں میں آنحضور کے متعلق ۹ نشانیاں پیش کی گئی ہیں۔ بقیہ منتروں میں بھی متعدد خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جنھیں انشاء اللہ مناسب موقع پر تفصیل کے ساتھ پیش کیا جائے گا ان کا خلاصہ یہ ہے :-

منتر ۲ : وہ سانڈنی سوار ہے۔ آسمان کی چوٹی پر پہونچا ہے۔ یعنی ہجرت و معراج کا بیان ہے۔

منتر ۴ : آنحضور کے صحابۂ کرام کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔

منتر ۵ : تمدن کی روح اور حکمت کی جان یعنی قرآن مجید فرقانِ حمید کے آنحضور مبلغ ہیں۔

منتر ۶ : رسول کریم دونوں عالم کے بادشاہ، افضل البشر اور ہادی کل ہیں۔

منتر ۷، ۸ : وہ داعی امن ہیں۔ اپنے قبلہ کو دارالحرم اور اپنے شہر کو دارالسلام دامن کا ٹھہرا بنا دینے والے ہیں۔

منتر ۹، ۱۰ : آپ کے زیر سایہ کل قوم نے ذلت کے گڈھے سے نکل کر آسمانِ ترقی پر قدم رکھا۔

منتر ۱۱: یا ایھا المدثر۔ قم فانذر کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

منتر ۱۲: آنحضورؐ کی بے نظیر سخاوت اور غربا نوازی کا ذکر ہے۔

منتر ۱۳: آپ کے ساتھی شیطان کے حسد اور ڈاکے سے محفوظ رکھے گئے۔

منتر ۱۴: یہ دعائیہ منتر ہے۔ ویدکے رشی نے اپنا نعتیہ کلام قبولیت کی غرض سے پیش کیاہے اور اس کے صدقہ میں اپنی اور اپنی قوم کے لیے امان طلب کی ہے۔

اب آپ اتھرووید کانڈ ۲۰، سوکت ۲۱ کے منتر ۶، ۷ اور ۹ پر غور فرمائیں۔ ان میں جنگ احزاب، جنگ بنو قریظہ اور فتح مکّہ کا ذکر ہے۔ اہمیت کے لحاظ سے جنگ احزاب اور فتح مکّہ کا ذکر کافی ہے۔ جنگِ احزاب تاریخ اسلام میں بڑی معنی خیز اور دوررس نتائج کی حامل ہے اس لیے پہلے اس کے پس منظر کو سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ وید منتر کو آپ آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں۔

جنگ خندق یا جنگ احزاب

پسِ منظر: پچھلے صفحات میں یہ بتایا جاچکاہے کہ طیطوس (ٹیٹس) کے ہاتھوں بیت المقدس کی دوبارہ تباہی کے بعد کچھ یہودی قبائل مدینہ (مدینہ کے اطراف میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ ان میں نضیر، بنو قینقاع، بنو مصطلق اور بنو قریظہ کو یاد رکھیے۔ انھیں یقین تھا کہ جناب موسیٰ، جناب یسعیاہ وغیرہ انبیاء اکرام نے جس "موعود نبی" کے متعلق خوشخبریاں سنائی ہیں۔ مدینہ اس کا دارالہجرت ہوگا۔ یہودی علماء اہالیانِ مدینہ کو آنحضورؐ کی بعثت کی خوشخبریاں سنایا کرتے تھے لیکن جب وہ تشریف لائے تو منحرف ہو گئے لیکن جنھوں نے پہچاننا چاہا وہ پہچان گئے، فرقانِ حمید میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ:-

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اُس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بیشک ان میں ایک گروہ ایسا بھی

ہے جو جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے (پارہ سیقول ـ رکوع ۱)

مدینہ منورہ پہونچ کر آپ یہود پر برابر ابر کرم کی بارش فرمار ہے تھے۔ لیکن یہود برنبائے حسد اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ ان کو اپنے اقتدار کے زیاں کا اندیشہ تھا۔ ان کے لین دین کا جال نہایت وسیع تھا عورتوں تک کو رہن رکھ لیتے تھے۔ بدکاریاں ان میں عام تھیں جس کے مواقع اب ناپید ہوتے چلے جارہے تھے۔ غزوۂ بدر نے جو دھاک بٹھادی تھی احد نے اس کے اثر کو باطل کردیا اور یہود و منافقین اور قبائل عرب پھر سے دلیر ہو گئے۔ قریش کا اقتدار بحال ہوگیا وہ انہیں برابر بھڑکا رہے تھے۔ ان حالات نے مدینہ کی فضا اس درجہ مکدر کردی تھی کہ رسول کریمؐ کو رات کے وقت باہر نکلنے میں جان کا خطرہ تھا۔ سب سے پہلے بنو قینقاع نے معاہدہ توڑا۔ لڑنے پر انھیں جلا وطنی کی سزا دیگئی یہ قبیلہ سات سو افراد پر مشتمل تھا کعب بن اشرف قبیلہ کا سردار تھا نہایت متعصب و تنگ نظر۔ آخر کو جہنم رسید ہوا۔

اب بنو نضیر کی سینئے۔ انھوں نے تجدید معاہدہ کے باوجود یہ سازش کی کہ آنحضورؐ کو دھوکے سے بلاکر لائیں اور ایسی جگہ بٹھائیں کہ اوپر سے پتھر لڑھکا کر شہید کردیا جائے لیکن ان کا راز افشا ہوگیا۔ آنحضورؐ نے ان کو جب سمجھانے کی کوشش کی تو وہ تلواریں سونت کر کھڑے ہوگئے۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے ان کو اطمینان دلایا تھا کہ وہ دو ہزار آدمی لے کر ان کی مدد کو آئے گا۔ بنو قریظہ سے بھی یہی توقع تھی۔ ان کی دلیری کا یہی سبب تھا۔ آنحضورؐ نے مجبور ہوکر جب انھیں محصور کرلیا تو وہ از خود جلا وطنی پر راضی ہوگئے۔ اب ذرا اسلام کی رواداری ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جلا وطن بھی ہوئے تو اس شان و طمطراق کے ساتھ کہ ان کے قافلے پر جشن کا دھوکا ہوتا تھا۔ تمام سامان اونٹوں پر لادے ہوئے اور دف پر گاتے بجاتے ہوئے حالانکہ ان کی شرارتیں انھیں قتل کا مستحق بنا چکی تھیں۔ یہ خیبر میں جاکر آباد ہوگئے۔

یہود کا ایک تیسرا بہادر اور متمول قبیلہ بنو مصطلق تھا جو مدینہ سے نو میل کے فاصلے پر آباد تھا۔ یہ قبیلہ بھی رسول اکرمؐ سے معاہدہ کرچکا تھا۔ کفار قریش نے اسے بھی بھڑکایا

اور انھیں کی امداد و استعانت کے بھروسہ پر مسلح ہو کر میدان میں نکل آیا۔ باقاعدہ جنگ ہوئی کچھ یہودی مارے گئے اور چھ سو کو قیدی بنالیا گیا جو بعد کو رہا کر دیئے گئے۔ ام المومنین حضرت جویریہؓ اسی قبیلہ کے سردار حارث کی بیٹی ہیں۔

جنگ احزاب کے اسباب و انجام: پس منظر کو سامنے رکھنے کے بعد جنگ احزاب کے وجوہ آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتے ہیں۔ بنو نضیر کو سازشِ قتل میں زندہ نکل جانے کے احساس کا بدلہ ان احسان ناشناسوں نے یہ دیا کہ خیبر میں آباد ہوتے ہی انتقام کی تدابیر سوچنی شروع کر دیں۔ ان کے رؤسا حیی بن اخطب، کنانہ بن الربیع، اور سلام ابن ابی الحقیق خیبر سے مکہ پہونچے اور قریش مکہ کو جنگ کے لیے تیار کیا۔ قریش تو پہلے سے دشمن تھے۔ انھیں جنگ کے لیے آمادہ کر کے قبیلہ غطفان کے پاس گئے یہ بہت بڑا اور دلیر قبیلہ تھا۔ انھیں خیبر کی زرخیز زمینوں کا نصف حصہ دینے کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسی طرح دوسرے بڑے بڑے قبائل مثلاً بنو اسد، بنو سعد، بنو تمیم وغیرہ کو استیصالِ مدینہ کے لیے تیار کر لیا۔ المختصر عرب کی تاریخ میں یہ ایک انوکھا واقعہ ہے۔ عرب کے تمام شجاع قبائل کا بیک وقت آمادۂ پیکار ہونا، ان کے ساتھ یہود کی دولت کی فراوانی، قریش کا مذہبی اقتدار اور ابوسفیان جیسا جہاندیدہ اس لشکرِ جرار کا سپہ سالار۔ حقیقت میں عرب کی زمین دہل اٹھی اور سب کو اسلام کے خاتمہ کا یقین ہو گیا۔ مدینہ میں جو اس یلغار کی خبر پہونچی تو ایک ہلچل سی مچ گئی۔ آنحضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے مدینہ کے غیر محفوظ گوشہ کی طرف خندق کھودنے کا حکم دیا۔ خندق کھودنے میں خود بھی برابر کے شریک رہے۔ آخر معاندین کا دس ہزار کا لشکر جرار مدینہ پہنچ گیا اور پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ مدافعت کے لیے مٹھی بھر مسلمان تھے کم و بیش ایک ہزار۔ خندق کی وجہ سے دشمن مدینہ کی آبادی تک تو نہیں پہونچ سکا لیکن دور سے برابر تیر برسا رہے تھے اس شدت سے کہ بارہ بارہ گھنٹے تیر برستے رہتے تھے اور مسلمان بھوکے پیاسے اپنی مدافعت کر رہے تھے۔ تین تین وقت کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ صحابہ نے اپنا شکم کھول کر دکھلایا کہ دیکھئے پتھر بندھے ہوئے ہیں لیکن جب آنحضورؐ

نے اپنا شکم مبارک کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر نظر آئے۔

بہر حال باہر سے تو یہ سیلاب امنڈا ہوا تھا اور ایک ہی ریلے میں اسلام کے بہا لیجانے کا داعیہ کر رہا تھا ادھر اندرون آبادی منافقین اور یہود بنو قریظہ مصروف سازش و فتن تھے۔ بنو نضیر کا سردار حی بن اخطب جلا وطنی کے وقت خدا کو ضامن دے کر وعدہ کر گیا تھا کہ آئندہ وہ کسی معاندانہ کارروائی میں حصہ نہ لے گا لیکن اسی حی بن اخطب نے آکر بنو قریظہ کو بھڑکایا اور وہ آنحضورؐ سے کئے ہوئے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر حملہ آوروں کے ساتھی بن گئے۔ اس طرح مسلمانوں کو مدافعت کے لیے دوہرا انتظام کرنا پڑا۔ بائیس روز کے محاصرہ نے پریشان کر دیا۔ دشمن بھی بددل ہو گیا وہ یہ سمجھے ہوئے تھا کہ چشم زدن میں مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کی امید بر نہیں آئی۔ اِدھر محاصرے کی طوالت نے حوصلہ پست کر دیا اُدھر یہ کہ شدید آندھی آئی جس نے خیمے اکھاڑ پھینکے۔ چولہوں پر ہانڈیاں الٹ گئیں۔ جانور قابو سے باہر ہو گئے۔ فضا تیرہ و تار ہو گئی۔ دشمن بھاگ کھڑا ہوا۔ اور محاصرہ چھوڑ کر بے نیل و مرام واپس لوٹ گیا۔ اس طرح چڑھی ہوئی آندھی اُتر گئی۔

اب آپ وید منتر کا لطف اٹھائیں جس میں واقعہ مذکورۂ بالا کی ہزاروں سال پیشتر اطلاع دی گئی ہے۔ منتر یہ ہے:-

ते त्वा मदा प्रमदन तानि वृष्ण्या ते सोमासो वृत्रहत्येषु सत्पते ।
यत् कारवे दश वृत्राण्यप्रति बर्हिष्मते नि सहस्राणि बर्हयः ॥६॥

(اتھروید کانڈ ۲۰، سوکت ۲۱ منتر ۶)

معنی :-

تے ۔ اُن یا انھوں نے — مَدَا ۔ سرور دینے والوں نے

توآ ۔ تجھے — اُمَدَن ۔ مسرور کیا

— تان ۔ اُن کے

وِرُ شٹر یَا ۔ بہادرانہ کارناموں نے | گاڑ وئے ۔ (احمد) حمد کرنے والے کے لیے
تِے ۔ آن | دَشُن ۔ دس
شُو کا شُو ۔ مستانہ ترانوں نے | سہسرانی ۔ ہزار
وِرِتر ۔ دشمن | وِرت رَا نیتر یَہ ۔ دشمنوں کو
ہَنتیشُو ۔ مارنے میں | آپرتِی ۔ بغیر مڈھ بھیڑ کے
سَت پتے ۔ صادقوں کے رب | بَر ہشمتے ۔ یگیہ، عبادت کرنے والے کے لیے۔
یَت ۔ جب | نِی وَرُ ہیَہ ۔ تونے ہرادیا۔

مطلب :۔ اے صادقوں کے رب تجھے ان سرور دینے والوں نے، ان کے بہادرانہ کارناموں نے، اور ان کے مستانہ ترانوں نے دشمن کی جنگ میں مسرور کیا۔ جب حمد کرنے والے، عبادت کرنے والے کے لیے تونے دس ہزار دشمنوں کو بغیر مڈھ بھیڑ مار بھگایا (ہرادیا)۔

تشریح :۔ (۱) اس وید منتر میں اللہ تعالیٰ کو "ست پتی" یعنی حق پرستوں یا صادقوں کا رب بتایا گیا ہے۔ صادقین صحابۂ کرام کی شان ہے۔ جنگ احزاب میں ان کے متعلق فرمایا گیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۔ یعنی مومنوں میں وہ مرد ہیں جنھوں نے سچ کر دکھایا اس بات کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۝ (احزاب: ۲۳) پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں منتظر (مشتاق) ہیں۔ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا اور اپنے قول و قرار میں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔ انھیں مومنوں کے متعلق آگے فرمایا لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ ۔ یعنی (یہ جنگ اس لیے ہوئی ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ صادقین (حق پرست مومنوں) کو ان کے سچ کا صلہ دے۔ اس جنگ میں منافقوں نے بھی اپنا منافقانہ رنگ دکھایا تھا۔ ان کے متعلق فرمایا وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔

(سورہ احزاب ۔ ۲۴) اور منافقوں کو وہ اگر چاہے تو سزا دے یا چاہے تو توبہ کی توفیق دے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ غفور رّحیم ہے ۔

(۲) اس جنگ میں دشمن بظاہر ہر طرح سے غالب تھے ۔ ایک طرف ان کا عظیم الشان لشکر اور دوسری طرف مٹھی بھر مسلمان ۔ مسلمانوں کے حلیف بنو قریظہ غدّاری کرکے دشمنوں سے مل گئے اور پھر مسلمانوں کے اندر منافقوں کی جماعت الگ سے اپنا کام کر رہی تھی ۔ ان حالات میں مسلمانوں کی استقامت ان کی بے نظیر شجاعت کی دلیل ہے اور پھر دشمن سے مرعوب نہ ہو کر اس بات سے مسرور ہونا اور یقین کرنا کہ یہ وہی جماعت ہے (جس کی نشاندہی آنحضورؐ کر چکے ہیں) انشاء اللہ یہ پسپا ہوگی اور جیت مومنوں کی ہوگی اس لیے کہ اللہ و رسول کا ان سے وعدہ ہے اور وہ وعدہ سچا ہے ۔ اس طرح ان کی حرارتِ ایمانی میں اور اضافہ ہوگیا ۔ یہ بھی ان کے حق پرست اور صادق ہونے کی دلیل ہے اس لیے کہ حق کی بات حق پرست ہی مانا کرتے ہیں ۔ وید منتر میں ان تینوں حالتوں کا ذکر ہے ۔

(ا) مَدَا یعنی سرور ہونے والوں نے اپنی فرماں برداری و تسلیم و رضا کے ذریعے اللہ کو راضی کرلیا اور وہ ان سے خوش ہوگیا ۔

(ب) وِدُشٹریہ ۔ یعنی بہادرانہ کارناموں نے اور

(ج) سُومَاسَہ ۔ یعنی مستانہ ترانوں نے ۔

ظاہر ہے کہ اپنی قلتِ تعداد اور بے سرو سامانی نیز حالتِ حصار میں ہونے کے باوجود یہ پکار اٹھنا کہ فتح یقیناً ہماری ہے جہاں ان کی بہادری و شجاعت پر دال ہے وہیں یقین و اطمینان کی بھی یہ پکار مظہر ہے ۔

وید منتر کی ان بتائی ہوئی نشانیوں کی تصدیق کلام پاک نے اس طرح کی ۔

" وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۚ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا " (سورہ احزاب ! ۲۲)

یعنی جب مومنوں نے ان لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے یہ وہی جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ

مِّنَ الْاَحْزَابِ ۔ لشکر عظیم شکست خوردہ یہاں ہے ۔ جس کی ہم کو اللہ اور رسول نے خبر دی تھی (یہ پکار ان کی ایک مستانہ ترانہ تھی) اللہ و رسول نے سچ فرمایا تھا (یہی یقین ان کے شجاع و نڈر ہونے کی دلیل ہے) اور اس سے ان کے ایمان و اطاعت میں اور اضافہ ہوگیا (جس کو دیکھ کر اللہ ان سے خوش ہوگیا)

(۳) مذکورۂ بالا تمام صداقتوں کے علاوہ ویدمنتر میں لفظ "کارُوے" بتاکر ایک ایسی صداقت کا اظہار کیا ہے جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی پر منطبق نہیں ہوتی۔ "کارُوے" کے معنی ہیں استُوتا یعنی حمد کرنے والا یا احمد (مترجم پنڈت راجہ رام پروفیسر ڈی ۔اے ۔ وی کالج لاہور بحوالہ میثاق النبین ص۸۲) آنحضورؐ نے میدانِ جنگ میں جو حمد گائی ہے وہ آج ہر حاجی مدینہ منورہ جاکر مسجد فتح میں گایا کرتا ہے۔ مسجد فتح میں حضور نے پیر، منگل ، بدھ تین روز دعا مانگی تھی تیسرے دن حضرت جبرئیلؑ نے آکر اجابتِ دعا کی بشارت دی پوری دعا اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ سے شروع ہوکر فَقَدْ تَرٰی حَالِی وَحَالَ اَصْحَابِی پر ختم ہوتی ہے بشارت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے تمام اصحابؓ کو ہولِ دشمن سے محفوظ رکھا۔ حضورؐ یہ پیغام سنتے ہی دوزانو بیٹھ گئے اور دستِ مبارک پھیلاکر اور چشمانِ مبارک نیچی کرکے جنابِ باری میں عرض کیا۔ شُکْرًا کَمَا رَحِمْتَنِی وَرَحِمْتَ اَصْحَابِی یعنی اے مالک بے نیاز تیرا شکر ہے جس طرح تو نے مجھ پر رحم فرمایا۔ بعض صحابۂ کرام کسی مشکل کے درپیش آنے پر یہاں آکر دعا مانگا کرتے تھے۔

(۴) ویدمنتر میں "کارُوے" (حمد کرنے والے احمد کے لیے) دوسری صفت "برہشمتے" بتائی ہے اس لفظ کا مادّہ "برھی" ہے جس کے معنی مقدس گھاس جو ویدی (آتشکدہ) کے کناروں پر بچھائی جاتی ہے۔ استعارۃً اس سے مراد "عبادت گزار" ہوتی ہے۔ اس کے دوسرے معنی "روشن اور نورانی شخص" کے بھی ہیں یعنی جناب رسول کریمؐ میدانِ جنگ میں نہ صرف حمد گاتے ہیں (دعا مانگتے ہیں) بلکہ عبادت بھی کرتے ہیں۔ ان کی دعا و عبادت اتنی مقبول بارگاہِ ایزدی ہے کہ کارکنانِ قضا و قدر حرکت میں آجاتے ہیں اور دشمن بغیرنہ بھیٹرکے یعنی اپنی حسرتیں اپنے دل میں

لئے ہوئے فرار ہو جاتا ہے۔ وید منتروں نے فرار کی وجہ بھی بتائی ہے۔ جیساکہ آگے آتا ہے۔

(۵) وید منتر میں جنگ احزاب کی پیشگوئی کا ایک اہم جز "دشمنوں کی تعداد بقدر دس ہزار ہے" وید منتر کی اس نشانی کو سامنے رکھ کر یہ بات قابلِ غور ہے کہ دنیا کی تاریخ میں وہ کون سی جنگ لڑی گئی جس میں کفار اور مومنوں کی فوجوں کا تناسب وہ ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا یہ تناسب و تعداد بجز جنگ احزاب تاریخ عالم میں مفقود ہے اس لیے آنحضورؐ پر ایمان لانے کے لیے اور ان کی صداقت پر یقین رکھنے کے لیے بس یہی ایک نشانی کافی ہے۔

(۶) وید منتر کے دوسرے پد میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حمد کرنے والے (احمدؐ) کے لیے دس ہزار دشمنوں کو پسپا کر دیا۔ دشمن کا لشکر جرار تھوڑی سی فوج کا مقابل تھا۔ اس کی غرض اپنے اقتدار کی بحالی اور گذشتہ شکست کی بدنامی کو مٹانا تھا اور اس طرح اپنے دل کی حسرتیں نکال کر اپنے غصہ کو ٹھنڈا کرنا تھا۔ اس کی پہلی کامیابی اس کی کثرت تھی۔ دوسری کامیابی مومنوں کے حلیف بنو قریظہ کا ان سے مل جانا تھا اور تیسری کامیابی یہ تھی کہ ان کے غلبہ سے مومنوں کا مدینہ کے اندر محصور ہو جانا تھا۔ ان پے درپے کامیابیوں کے باوجود ان کا میدانِ جنگ سے فرار ہو جانا بلاشبہ ایک حیرت انگیز بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقابلہ مسلمانوں کے ساتھ نہیں بلکہ خالقِ فطرت کے ساتھ تھا۔ وید منتر نے اس کی وجہ یہ بتلائی ہے۔ اسی سوکت کے منتر ا تا ۵ اور ۷، ۸، میں اندر سے خطاب ہے۔ رگوید میں اندر کی تعریف "رعد یکف" کی گئی وہ رعد و کڑک کا دیوتا ہے جس سے خوف کھا کر دشمن بھاگ گیا۔

اتھر وید کانڈ ۲۰، سوکت ۲۱، منتر ۳ میں وجہ فرار بیان کی گئی۔ لکھا ہے "ہماری دعائیں پیار کرتی ہوئی اندر کے پاس پہونچی ہیں (دعا بیان کی جا چکی ہے) اس اندر نے اپنی طاقت سے آسمان اور زمین دونوں کو ہلوایا ہے اور بغیر مقابلہ دشمن کو مار ڈالا ہے" گویا اس خالقِ فطرت کے ایک ادنیٰ حاکم "اندر" یعنی تند ہوا اور رعد و کڑک کے ڈر سے دشمن میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا حالانکہ یہ آندھی دونوں فریقوں پر یکساں چلی تھی، ایک مومنوں کے لیے فتح کا اور

دشمنوں کے لیے ہلاکت کا سبب بن گئی۔

وید منتر کے اس دوسرے پد کی تصدیق قرآن شریف نے ان الفاظ میں کی ہے۔

"وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ"

یعنی اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی مراد کچھ بھی پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ ہی مومنوں کے لیے کافی ہوگیا اور اللہ بڑی قوت والا اور بڑا زبردست ہے (سورہ احزاب۲۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت کا مظاہرہ اس نازک موقع پر کس طرح کیا؟ اس کی تشریح اسی سورۃ کی نویں آیۃ میں ہے:۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ" یعنی اے مومنو یاد کرو اللہ کا انعام واکرام اپنے اوپر کہ جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہیں دیتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتے تھے (اعمال کا ذکر پچھلے سطور میں ہو چکا ہے کہ جن سے خوش ہو کر اللہ جلّ شانہٗ نے مومنوں پر یہ فضل فرمایا)

فائدہ:۔ وید منتر کی ان تمام تشریحات کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ منتر کے رشی نے کس طرح ہزار ہا برس پیشتر جنگ احزاب کے متعلق پیشگوئی کی ہے جو حرف بحرف سرکار دو عالم تاجدار مدینہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے۔ اس پیشگوئی میں کئی باتیں ہیں مثلاً۔

(۱) ہزار ہا سال گزرنے کے بعد ایک جنگ کا ذکر۔ (۲) اللہ تعالیٰ صادقین کی جماعت کو کامیاب کرے گا۔ (۳) صادقین بے مثال بہادرانہ نعرہ لگائیں گے یعنی دشمن سے خوف زدہ نہ ہوں گے۔

(۴) مومنوں کے نعرۂ مستانہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ (۵) اس جنگ کا سپہ سالار اللہ کی حمد کرنے والا (احمدؐ) ہوگا۔ (۶) دشمن کی تعداد دس ہزار ہوگی (۷) دست بدست جنگ کی نوبت نہیں آئے گی۔ (۸) دشمن کا لشکر جرار یقینی غلبہ کے باوجود فرار ہو جائے گا۔ (۹) دشمن

کے فرار کا سبب اللہ تعالیٰ کا ایک معجزانہ نشان (اندر) ہوگا (قویاً عزیزاً لفظ اندر کے مترادف ہے) (۱۰) وہ معجزانہ نشان اندر دیوتا یا بالفاظِ دیگر بجلی کی کڑک اور سخت آندھی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

غرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ ہمارے ہندو بھائی وید منتر کے رشی کی بتائی ہوئی باتوں پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں اور بزرگ رشی کی بتائی ہوئی باتوں کو جو سب کی سب آنحضورؐ کی تصدیق کرتی ہیں۔ مان کر عزت و عظمت کا اعتراف کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب رسول اللہؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرکے ہی دونوں جہان میں سرخروئی حاصل کی جاسکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ سے ظاہر ہے۔ فرمایا:- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ۝ یعنی لوگوں کے لیے (ایسے لوگوں کے لیے) جو اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہوں اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتے ہوں۔ جناب رسول اللہؐ کا اسوۂ حسنہ (قولی و عملی دونوں شکل میں) موجود ہے۔ (سورہ احزاب۔ آیۃ ۲۱)

اللہ تعالیٰ ان کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی توفیق ہم سب کو مرحمت فرمائے آمین۔

ندوۃ المصنفین دہلی

سنہ ۱۹۷۰ء کی مطبوعات		سنہ ۱۹۷۱ء کی	
(۱) تفسیر مظہری اردو نویں جلد	۱۶/-	(۱) تفسیر مظہری اردو دسویں جلد	۱۶/-
(۲) حیات مولانا سید عبدالحئیؒ	۱۱/-	(۲) بیماری اور اس کا روحانی علاج	۸/-
(۳) احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت	۹/-	(۳) خلافت راشدہ اور ہندوستان	۹/-
(۴) مآثر و معارف	۱۰/-	(۴) ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط	۷/-

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی